(سلسلہ تصحیح المفاہیم)

غلطی پر۔۔

کونسا ثواب؟؟؟

تالیف مفتی محمد چمن زمان نجم القادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المصیبین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین

گزشتہ چودہ ماہ سے ایک جملہ بار بار سننے کو مل رہا ہے اور فقط ان پڑھ افراد کی طرف سے نہیں، پڑھے لکھے سمجھے جانے والے حضرات کی جانب سے بھی بارہا سننے کو ملا کہ:

خطائے اجتہادی موجبِ اجر وثواب ہوتی ہے / خطائے اجتہادی پہ اجر وثواب ملتا ہے۔

یہ جملے اور ان سے ملتے جلتے جملے اس قدر عام ہو چکے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ جہالت کی یلغار ہو چکی ہو۔ایک صاحب نے تو حد ہی کر دی، باقاعدہ ایک رسالہ لکھ مارا جس کو عنوان دیا:

"خطائے اجتہادی صفتِ مدح ہے"

میں نہیں جانتا کہ یہ جہالت کب ہماری صفوں میں گھسی، لیکن اس قسم کی باتیں مجھے پہلی بار تب سننے کو ملیں جب ایک ناہنجار نے جگر گوشۂ رسول ﷺ کی گستاخی کے بعد اس قسم کی تلبیسات کا دروازہ کھولا۔

اس دجال صفت انسان نے جگر گوشۂ رسول کی جانب مطلق غلطی اور خطا کی نسبت کی اور تکرار کیا۔ پھر چند ماہ بعد دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے یہ باور کروانا شروع کر دیا کہ:"اس نے خطائے اجتہادی کی نسبت کی"

حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور ایک مستقل جرم ہے۔ کیونکہ اس گستاخ نے مطلق خطا اور غلطی کی نسبت کی اور انتہائی بے باکانہ انداز میں رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر سلام اللہ تعالی علی ابیہا وعلیہا کے لیے کہا:

"اور خطا پر تھیں، جب مانگ رہی تھیں تو خطا پر تھیں۔"

لیکن وہ دجال صفت انسان اور اس کی ٹیم پروپیگنڈے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ ان کا پروپیگنڈہ ایسا تیز اور زود اثر ثابت ہوتا ہے کہ:

چور کے تعاقب میں نکلے محافظ کو چور قرار دینا ان کی چھنگلیا کا کام ہے۔

جگر گوشۂ رسول ﷺ کی جانب مطلق خطا کی بے باکانہ انداز میں نسبت کے بعد "خطائے اجتہادی" کے تکرار کے ساتھ ساتھ اس بدبخت کے ٹولے نے یہ راگ الاپنا شروع کر دیا کہ:

خطائے اجتہادی موجبِ اجر و ثواب ہوتی ہے / خطائے اجتہادی پہ اجر و ثواب ملتا ہے۔

پہلے پہل اس قسم کے جملے سنے تو یہی خیال آیا کہ اہلِ علم جیسے ہی اس قسم کے جملے سنیں گے تو فوراً انکار کریں گے، لہذا اس قسم کے جملوں کا رد کرنے کی خاص حاجت نہیں۔

لیکن جب دیکھا کہ یہ وبا پھیلتی جا رہی ہے اور ہر چوتھا "فیس بکی مفتی" اسی بات کا درس دیتا نظر آ رہا ہے تو میں نے اس موضوع پر گفتگو کو لازمی سمجھا اور "تنزیہ مکانة الزہراء عن وصمة الخطاء" المعروف "محفوظہ عن الخطاء" میں مستقل عنوان باندھا:

"أتعجب من قوم لبس الله عقولهم"

اور اس کے تحت اس موضوع پہ لگ بھگ پانچ صفحات تحریر کیے۔

لیکن وقت کے ساتھ ساتھ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ یہ غلطی زبانِ زدِ عام و خاص ہوتی جا رہی ہے۔ لہذا ضمنی گفتگو کے بجائے بالخصوص اس عنوان پہ گفتگو کو اپنی دینی ذمہ داری سمجھا تا کہ آنے والی نسل کو اس جہالت سے محفوظ رکھنے میں اپنا کردار اداء کیا جا سکے، ورنہ یہ جاہل ٹولہ مفاہیمِ اسلامیہ کو مسخ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا۔ ان حضرات کو حق سے کوئی سروکار نہیں، انہیں اپنے آپ کو درست ثابت کرنے کے لیے کسی حد تک بھی جانا پڑے تو یہ ہر حد سے گزرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔

اللہ رب العالمین اہلِ حق کو شاد و آباد رکھے۔ اسلام کا پرچم سربلند رکھے۔ ہمیں اور ہماری نسلوں کو اسلام اور سنتِ مصطفی ﷺ کی حقیقی خدمت کی توفیق بخشے۔

آمین

بحرمة النبی الامین

صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعۃ العین۔سکھر

29 ذو الحجہ 1442ھ / 09 اگست 2021ء

حمداً لك یا اللہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

إذا حكم الحاكم فاجتهد ثم أصاب فله أجران ، وإذا حكم فاجتهد ثم أخطأ فله أجر

جب حاکم فیصلہ کرنے لگے اور اجتہاد کرے، پھر درست فیصلہ کر پائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جب فیصلہ کرے اور اجتہاد کرے پھر خطا کر بیٹھے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

(صحیح بخاری 7352، صحیح مسلم 1716)

رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی اپنے مطلب میں بالکل واضح ہے کہ:

مجتہد کبھی مصیب ہوتا ہے اور کبھی مخطئ۔ (گو اس مسئلہ میں تفصیل ہے اور بعض اہلِ علم کے ہاں ہر مجتہد مصیب ہوتا ہے، لیکن ہماری گفتگو احناف کے ہاں مختار رائے کے مطابق ہے۔)

مجتہد مصیب کے لیے دو اجر ہیں جبکہ مجتہد مخطئ کے لیے ایک اجر ہے۔

خطائے اجتہادی پہ کوئی اجر نہیں۔۔۔!!!

لیکن یہاں جس بات کو سمجھنا سب سے زیادہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ:

مجتہدِ مخطئ کو ملنے والا اجر "خطا" پر نہیں ہوتا۔۔۔!!!

بالفاظِ دیگر:

"خطائے اجتہادی پر کسی طرح کا کوئی اجر نہیں ملتا۔"

یعنی:

خطائے اجتہادی کو موجبِ اجر و ثواب کہنا بالکل غلط ہے۔

ہاں اس قدر ضرور ہے کہ:

خطائے اجتہادی میں گناہ کو مٹا دیا جاتا ہے لیکن اس کی بھی مخصوص شرائط ہیں۔

تصریحاتِ ائمہ و علماء

امام شافعی کی تصریح:

امام شافعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

لا يكون الثواب فيما لا يسع ولا في الخطأ الموضوع

جو چیز مکلف کے بس میں نہیں اس میں ثواب نہیں اور نہ ہی اس خطا میں جس (کا گناہ مکلف سے) ہٹا دیا گیا ہے۔

امام مُزَنی کی تصریح:

امام مزنی (المتوفی 264ھ) امامِ شافعی رحمہ اللہ تعالی کی گفتگو کے تحت فرماتے ہیں:

أنا أعرف أن الشافعي قال: لا يؤجر على الخطأ۔

یعنی میں اس بات کو پہچانتا ہوں کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:

مجتہد کو "خطائے اجتہادی" پہ اجر نہیں دیا جاتا۔

(مختصر المزنی 8/407)

امامِ شافعی رحمہ اللہ تعالی اور ان کے بعد امام مُزَنی رحمہ اللہ تعالی جیسی شخصیات کی تصریح کے بعد کسی اور حوالے کی اگرچہ ضرورت نہیں لیکن ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی تشفی اور ان کے دل کی تسلی کے لیے مزید چند حوالے ان کے سامنے پیش کرنا چاہیں گے، تاکہ مسلمان بھائیوں کو اندازہ ہو جائے کہ:

جن لوگوں نے جگر گوشۂ رسول ﷺ کی گستاخی کی یا گستاخ کے حامی بنے بیٹھے ہیں۔۔۔ وہ فقط ایک مسئلہ میں نہیں، ان گنت مسائل میں وہ لوگ جادۂ اہلِسنت چھوڑ چکے ہیں۔ وہ عوامِ اہلِسنت کے نظریات پہ شب خون مارنا چاہتے ہیں۔ لہذا اس گمراہ ٹولے کے فریب سے بچنا اور آنے والی نسلوں کو بچانا از حد ضروری ہے۔

امام خطابی کی تصریح:

امام خطابی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی 388ھ) کی اس مسئلہ میں تصریح ملاحظہ ہو:

ولا يؤجر على الخطأ بل يوضع عنه الإثم فقط.

مجتہد مخطئ کو خطائے اجتہادی پہ اجر نہیں دیا جاتا بلکہ اس سے صرف گناہ ہٹا دیا جاتا ہے۔

(معالم السنن 4/160)

طیبی، ابنِ حجر، علی قاری کی گفتگو:

امام خطابی کی مذکور گفتگو کو علامہ شرف الدین طیبی (المتوفی 743ھ) نے الکاشف عن حقائق السنن (8/2594) میں، حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی 852ھ) نے فتح الباری (13/319) میں، علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالی (المتوفی 1014ھ) نے مرقاۃ المفاتیح (6/2425) میں اور علماء کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا اور مقرر رکھا۔

ابنِ بطال کی گفتگو:

شارحِ بخاری ابو الحسن ابنِ بطال (المتوفی 449ھ) فرماتے ہیں:

قال ابن المنذر: إنما يؤجر ---لا على الخطأ

ابنِ منذر نے کہا: مجتہد مخطئ کو دیا جانے والا اجر خطا پر نہیں ہوتا۔

(شرح صحیح البخاری لابن بطال 10/381)

امام ماوردی کی تصریح:

امام ماوردی رحمہ اللہ تعالی (متوفی 450ھ) نے بھی تصریح فرمائی کہ "مجتہد مخطئ" کو ملنے والا اجر اس کی خطا پر نہیں دیا جاتا۔ جیسا کہ فرمایا:

فأما جعله للخاطئ أجرا، فلم يجعله مستحقا للأجر على خطئه

بہر حال آپ کا مجتہد مخطئ کے لیے اجر قرار دینا، تو آپ نے اسے خطا پر اجر کا مستحق نہیں ٹھہرایا۔

(الحاوی الکبیر 16/171)

علامہ ابنِ عبد البر:

ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالی (المتوفی 463ھ) نے ذکر فرمایا:

ان الخطأ لا يؤجر أحد عليه وحسبه أن يرفع عنه المأثم

خطا پہ کسی کو اجر نہیں ملتا، مجتہد مخطئ کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس سے گناہ مٹا دیا جائے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ 2/883)

علامہ ابن عبد البر کی ذکر کردہ گفتگو انتہائی معقول ہے، بھلا خطا پہ اجر کہاں مل سکتا ہے؟ خطا چاہے اجتہادی ہی کیوں نہ ہو، بہر حال خطا ہے، اجتہاد کی برکت سے اگر مجتہد سے

خطا کا گناہ مٹ جائے تو یہ بھی اس کے لیے غنیمت ہے، چہ جائیکہ خطا پہ "اجر و ثواب" کی بات کی جائے؟ لیکن خطائی دجالی ٹولہ مفاہیمِ اسلامیہ اور مسلماتِ اہلِسنت میں رخنہ اندازی کی ٹھان چکا ہے، لہذا جہاں بھی ان کا بس چلتا ہے اپنا وار کرنے کی بھرپور کوشش میں رہتے ہیں۔

امام الحرمین کی گفتگو:

امام الحرمین جوینی فرماتے ہیں:

الذي ذهب إليه الأئمة أنه لا يؤجر على الخطأ

جس جانب ائمہ گئے ہیں وہ یہ ہے کہ مجتہد مخطی کو خطائے اجتہادی پہ اجر نہیں دیا جاتا۔

(البحر المحیط 8/307، التقریر والتحبیر علی تحریر الکمال 3/306)

واضح رہے کہ امام الحرمین جوینی رحمہ اللہ تعالی نے اسے فقط اپنی رائے نہیں کہا، اس کی نسبت "ائمہ" کی جانب کی جس سے صاف ظاہر کہ "خطا پہ اجر" کا تصور کسی دور میں بھی موجود نہیں رہا اور نہ ہی اس مسئلہ میں کسی کو اختلاف رہا۔

ابو المحاسن رُویانی:

ابو المحاسن رویانی (المتوفی 502ھ) نے بھی واشگاف الفاظ میں فرمایا:

ولا يؤجر على الخطأ، بل يوضع عنه الإثم فقط

خطا اجتہادی پر اجر نہ دیا جائے گا بلکہ اس سے محض گناہ ہٹا دیا جائے گا۔

(بحر المذہب 11/40)

مزید فرمایا:

والمخطئ غير مأجور على الخطأ

مجتہدِ مخطئ کو خطائے اجتہادی پہ اجر نہیں ملتا۔

(بحر المذہب 11/142)

"خطائے اجتہادی پہ اجر وثواب" کے رٹے لگانے والے ان ائمۂ دین کی گفتگو سے کس قدر روگردانی کا شکار ہیں۔ یہ ائمہ وعلماء بیک زبان فرماتے نظر آتے ہیں کہ مجتہدِ مخطئ کو اس کی "اجتہادی خطا" پہ کوئی اجر نہ ملے گا، بس اس سے گناہ مٹا دیا جائے گا۔ لیکن دورِ حاضر کے نام نہاد محققین ان سارے اہلِ علم سے الگ رستہ اختیار کیے بیٹھے ہیں اور عوامِ اہلِسنت کو درس دیئے جا رہے ہیں کہ:

خطائے اجتہادی موجبِ اجر وثواب ہوتی ہے۔۔۔!!!

إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا۔۔۔!!!

امام بغوی کی تصریح:

سطورِ بالا میں مذکور حدیث کے تحت امام بغوی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی: 510ھ) نے فرمایا:

لم يرد به أنه يؤجر على الخطأ

یعنی رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اس بات کا ارادہ نہیں فرمایا کہ خطا پہ اجر دیا جائے گا۔

(تفسیر البغوی 3/300)

ابن الاثیر الجزری:

ابن الاثیر الجزری (المتوفی 606ھ) رقمطراز ہیں:

أنهم مثابون ۔۔۔لا على الخطأ الذي أوصله الاجتهاد إليه.

یعنی خطا کھانے والے مجتہدین کو ملنے والا ثواب اس خطا پر نہیں جس تک اس کے اجتہاد نے اسے پہنچایا۔

(الشافی فی شرح مسند الشافعی 5/468)

امام قرطبی کی تصریح:

امام قرطبی (المتوفی: 671ھ) کی گفتگو ملاحظہ ہو:

اجتہاده عبادة ولا يؤجر على الخطأ بل يوضع عنه الإثم فقط

یعنی مجتہد کا اجتہاد عبادت ہے اور خطا پہ اجر نہیں دیا جاتا، بلکہ اس سے صرف گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔

(تفسیر قرطبی 11/311)

ابو عبد اللہ زرکشی:

ابو عبد اللہ زرکشی (المتوفی 794ھ) فرماتے ہیں:

والمخطئ غير مأجور على الخطأ

خطا کرنے والے مجتہد کو خطائے اجتہادی پہ کوئی اجر نہیں۔

(البحر المحیط 8/305)

امام ابن الہمام کی تصریح:

محقق علی الاطلاق امام ابن الہمام رحمہ اللہ تعالی (المتوفی 861ھ) فرماتے ہیں:

فإن القول بأجره ليس على خطئه

مجتہد مخطئ کے اجر کا قول اس کی خطا پر نہیں۔

(التحریر لابن الہمام 3/306)

واضح رہے کہ:

محقق علی الاطلاق امام ابن الہمام رحمہ اللہ تعالی وہ شخصیت ہیں جنہیں امامِ اہلِسنت امام احمد رضاخان رحمہ اللہ تعالی نے مجتہدین میں شمار کیا۔ فرماتے ہیں:

امام محقق علی الاطلاق کمال الملۃ والدین ابن الہمام رحمہ اللہ تعالی کہ متاخرین تو متاخرین خود ان کے معاصرین ان کے لیے مرتبۂ اجتہاد کی شہادت دیتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ 9/360)

وہ محقق علی الاطلاق اور درجۂ اجتہاد پہ فائز امام بھی فرمارہے ہیں کہ:

خطائے اجتہادی پہ کوئی اجر نہیں۔۔۔!!!

پھر نہ جانے ان جہلاء وسفہاء نے کہاں سے گھڑلی کہ:

"خطائے اجتہادی موجبِ اجر وثواب ہے / خطائے اجتہادی پہ اجر وثواب ملتا ہے"

امیر بادشاہ حنفی:

محقق علی الاطلاق رحمہ اللہ تعالی کے مذکورہ بالا جملہ کے تحت امیر بادشاہ حنفی (متوفی 972ھ) فرماتے ہیں:

فَمن قَالَ مأجور لم يقل إِنَّه مأجور لخطئه

تو جس شخص نے کہا کہ (مجتہد مخطئ) اجر دیا جاتا ہے، اس نے یہ نہیں کہا کہ خطا کی وجہ سے اجر دیا جاتا ہے۔

(تیسیر التحریر 4/202)

علی بن سلیمان مرداوی:

علی بن سلیمان مرداوی (المتوفی 885ھ) کہتے ہیں:
وثوابه ---- لَا علی الْخَطَأ
اس شخص کو ملنے والا ثواب--- خطا پر نہیں۔
(تحریر المنقول ص332)

خون رونے کا مقام

یہ سطور لکھتے ہوئے دل سخت کرب کی کیفیت میں مبتلا ہے۔ کیونکہ "خطاء پہ اجر و ثواب" ایسی غیر معقول بات ہے کہ معمولی سی عقل کے حامل سے بھی ایسی بات صادر نہیں ہونی چاہیے تھی۔ لیکن خون رونے کا مقام ہے کہ دورِ حاضر میں علماء کہلانے والوں کو یہ بات منوانے کے لیے سطورِ بالا میں ڈیڑھ درجن ائمہ وعلماء کی صریح نصوص ذکر کرنا پڑ گئیں---!!!

خطا اجتہادی پہ ثواب کا قول حماقت:

ہم یہاں جس خطا کی بات کر رہے ہیں وہ اگرچہ خطا اجتہادی ہے لیکن بلاشبہ وہ "خطا فی الدین" ہے۔ اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ "خطا فی الدین" عام خطا کی نسبت کہیں سنگین ہے۔ جب عام خطا قابلِ تعریف نہیں اور کوئی شخص خوشدلی سے اپنی جانب "خطا" کی نسبت کو قبول نہیں کرتا تو "خطا فی الدین" کو معمولی بلکہ باعثِ اجر و ثواب قرار دینا کتنی بڑی حماقت ہے۔

اگر خطا پہ ثواب ہے تو اپنے لیے کیوں قبول نہیں؟

اہلِ علم و دانش ان عقل کے دشمنوں کی چال کو سمجھیں۔ گمراہوں کا یہ ٹولہ عوامِ اہلِسنت کو بدیہیات کا منکر اور فطریات کی مخالف لا کھڑا کرنا چاہتا ہے۔

اگر ان میں سے کسی سے کہا جائے کہ:

"آپ سے اس مسئلہ میں خطا ہو گئی ہے"

تو زمین پھٹے یا آسمان ٹوٹے، یہ لوگ اس خطا کو قبول کرنے کا نام نہیں لیتے۔ ان حضرات کے پیشوا دجالِ دوراں اشرف لاہوری ہی کو دیکھ لیں، اس دجال صفت انسان نے جگر گوشۂ رسول ﷺ کی جانب غلطی کی نسبت کی، خطا کی نسبت کا تکرار کیا، انتہائی بے باکانہ انداز اختیار کیا۔۔۔ لیکن ناہنجار اپنی غلطی ماننے کو تیار نہیں۔

اگر غلطی صفتِ مدح ہوتی، باعثِ اجر و ثواب ہوتی تو اس شترِ بے مہار کو تو خوشی خوشی مان لینی چاہیے تھی۔۔۔!!!

اگر بات اپنی غلطی کی آئے تو اسے قبول کرنے کو کوئی بھی تیار نہیں لیکن دوسروں کو درس دیا جا رہا ہے کہ:

خطائے اجتہادی اجر و ثواب کا باعث ہے۔ خطائے اجتہادی صفتِ مدح ہے۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**

اجر کا تعلق مامور بہ سے ہے:

دینیات سے معمولی سا تعلق رکھنے والا ایک عام مسلمان بھی جانتا ہے کہ:

"اجر" کا تعلق مامور بہ سے ہے، یعنی شرع شریف نے جس چیز کا حکم دیا اسی پہ اجر مقرر

کیا۔ اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ "خطا" مامور بہ نہیں، بھلا شرع شریف خطا کرنے کا حکم کیوں دے گی۔۔۔جب خطا مامور بہ نہیں تو اس پہ اجر چہ معنی دارد؟؟؟

علامہ زرکشی اور علامہ ابن امیر حاج نے رافعی کے حوالے سے امام شافعی کا قول نقل فرمایا:

لا يؤجر على الخطأ في الدين ؛ لأن الخطأ في الدين لم يؤمر به أحد

دین میں لگنے والی خطا پہ مجتہدِ مخطئ کو کوئی اجر نہ دیا جائے گا کیونکہ دین میں خطا کا کسی کو حکم نہیں دیا گیا۔

(البحر المحیط فی اصول الفقہ 8/307، التقریر والتحبیر علی تحریر الکمال 3/306)

جو لوگ "خطائے اجتہادی" پہ اجر وثواب بلکہ خود خطائے اجتہادی کے موجبِ اجر وثواب ہونے کا رٹا لگا رہے ہیں، کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ قرآنِ عظیم کی کونسی آیت یا رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کس حدیث میں "خطا" کا "امر" فرمایا گیا؟ اور وہ امر امام شافعی، علامہ زرکشی، ابنِ امیر حاج بلکہ پوری امت میں سے کسی کو نظر نہ آیا اور آج کے نام نہاد محققین کو نظر آ گیا۔۔۔!!!

خطا کو باعثِ اجر کہنا فلسفۂ اجر سے غفلت:

سچ پوچھیں تو "خطائے اجتہادی" کو موجبِ اجر وثواب کہنے والے فلسفۂ اجر وثواب سے ہی بے بہرہ ہیں۔

"اجر وثواب" مکلفین کی ترغیب کے لیے ہے اور اگر کہا جائے کہ:

"خطائے اجتہادی پر بھی اجر وثواب ہے"

یا:

"خطائے اجتہادی خود موجبِ اجر وثواب ہے۔"

تو اس کا مطلب یہ بنے گا کہ:

شرع شریف بندوں کو "خطا" کی ترغیب دے رہی ہے۔۔۔!!!

لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم

کیا ایسی احمقانہ بات کسی عقل مند سے صادر ہو سکتی ہے؟

بحر المذہب میں ہے:

وإنما لا يؤجر على الخطأ: لأن الأجر للترغيب في الصواب ولا ترغيب في الخطأ.

خطا پر اجر اس لیے نہیں دیا جاتا کیونکہ اجر درستی کی ترغیب کے لیے ہے اور خطا میں کوئی ترغیب نہیں۔

(بحر المذہب 11/142)

البحر المحیط میں ہے:

إنما لا يؤجر على الخطأ، لأن الأجر للترغيب في المثاب، ولا ترغيب في الخطأ.

مجتہدِ مخطئ کو خطا پہ اجر نہیں دیا جاتا، کیونکہ اجر ثواب دیئے جانے والے عمل کی ترغیب کے لیے ہے اور خطا کی کوئی ترغیب نہیں۔

(البحر المحیط فی اصول الفقہ 8/305)

الحاصل!

خطائے اجتہادی کا موجبِ اجر و ثواب ہونا یا خطائے اجتہادی پہ اجر و ثواب کا ملنا نہ صرف تصریحاتِ ائمہ و علماء کے بر خلاف ہے، بلکہ عقل و شرع ہر دو کے تقاضوں کے بھی یکسر مخالف ہے۔

لہذا جو لوگ "خطائے اجتہادی" پہ "اجر و ثواب" کا راگ الاپ رہے ہیں، اگر نادانستہ ایسا کر رہے ہیں تو انہیں اپنی معلومات کی اصلاح کی شدید ضرورت ہے۔ اور اگر دانستہ یہ نعرہ لگا رہے ہیں تو بلاشبہ عوامِ اہلِسنت کو بدیہیات و فطریات کا منکر بنا کر جہالت کے گھٹا ٹوپ گڑھے میں ڈالنے کے درپے ہیں۔ اللہ جل وعلا ایسے شریروں سے اہلِسنت کو نجات عطا فرمائے۔

پھر اجر کس پر؟

البتہ یہاں یہ سوال ضرور ہو گا کہ:

رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ گرامی کے مطابق مجتہدِ مخطئ بھی ماجور ہے۔ جب "خطا" پہ اجر نہیں تو پھر اسے اجر کس بات پہ ملا؟

اس کا جواب سمجھنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ:

جب مجتہد اجتہاد کرے اور اجتہاد میں خطا کر بیٹھے تو چند چیزیں پائی جاتی ہیں:

(1): مجتہد کی نیت اور قصدِ ثواب

(2): مجتہد کا اجتہاد۔

(3): خطاء سے پہلے اجتہاد میں "درستی"

(4): مجتہد کو لگنے والی خطا یعنی "خطائے اجتہادی"

خطائے اجتہادی پر تو کسی قسم کا کوئی اجر نہیں۔ لہذا تین چیزیں بچیں:

(1): مجتہد کی نیت اور قصدِ ثواب

(2): مجتہد کا اجتہاد۔

(3): خطاء سے پہلے اجتہاد میں "درستی"

مجتہدِ مخطئ کو ان تین میں سے کس چیز پر اجر و ثواب ملتا ہے؟ اس میں علماء کی مختلف آراء ہیں:

(1): ایک رائے کے مطابق مجتہدِ مخطئ کو "اجتہاد" پر اجر دیا جاتا ہے اور ائمہ کی اکثریت کا یہی نظریہ ہے اور احناف کے ہاں مختار ہے۔

(2): ایک رائے کے مطابق مجتہدِ مخطئ کو "اجتہاد" پہ کوئی اجر نہیں، البتہ اس کی "نیت اور قصدِ ثواب" پر وہ مستحقِ اجر بنتا ہے۔

(3): اور ایک رائے کے مطابق "اجتہاد" اور "قصدِ ثواب" ہر دو پہ اجر کا مستحق بنتا ہے۔

(4): اور ایک رائے یہ بھی ہے کہ اجتہادی خطا سے پہلے کی "درستی" پہ اجر ملتا ہے۔

نصوصِ ائمہ و علماء:

♥ امام خطابی فرماتے ہیں:

إنما يؤجر المخطىء على اجتهاده في طلب الحق لأن اجتهاده عبادة

یعنی مجتہدِ مخطئ طلبِ حق میں "اجتہاد" پر اس لیے اجر دیا جاتا ہے کیونکہ اس کا اجتہاد عبادت ہے۔
(معالم السنن 4/160)

♥ امام ماوردی (متوفی 450ھ) فرماتے ہیں:
وإنما جعله مستحقا له على اجتهاده
یعنی مجتہدِ مخطئ کو اس کے اجتہاد پر مستحق اجر قرار دیا۔
(الحاوی الکبیر 16/171)

♥ شارح بخاری ابنِ بطال نے ذکر فرمایا:
قال ابن المنذر: إنما يؤجر على اجتهاده فی طلب الصواب
ابنِ منذر نے کہا: مجتہدِ مخطئ درستی کی طلب میں "اجتہاد" پر اجر دیا جاتا ہے۔
(شرح صحیح البخاری لابن بطال 10/381)

♥ امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
يؤجر على اجتهاده في طلب الحق لأن اجتهاده عبادة
مجتہدِ مخطئ "حق کی تلاش میں اجتہاد" پہ اجر دیا جاتا ہے کیونکہ اس کا اجتہاد عبادت ہے۔
(تفسیر البغوی 3/300)

♥ امام ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
فإن القول بأجره ليس على خطئه بل لامتثاله أمر الاجتهاد
مجتہد مخطئ کے اجر کا قول اسکی خطا پر نہیں بلکہ اس کے حکمِ اجتہاد کی تعمیل کے سبب ہے۔
(التحریر لابن الہمام 3/306)

♥ علامہ ابنِ امیر حاج رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:
كان الأجر على نفس الاجتهاد كما هو ظاهر كلام المصنف
اجر نفسِ اجتہاد پر ہے جیسا کہ وہی مصنف (امام ابن الہام) کی گفتگو کا ظاہر ہے۔
(التقریر والتحبیر علی تحریر الکمال ابن الھمام 3/ 307)
♥ ابنِ اثیر جزری نے ذکر فرمایا:
ومنهم من قال: المصيب واحد والباقون مخطئون، إلا أنهم مثابون على الاجتهاد
یعنی بعض علماء کا کہنا ہے کہ مجتہدین میں سے مصیب فقط ایک ہے اور باقی مخطئ ہیں لیکن جو مخطئ ہیں انہیں ان کے اجتہاد پہ ثواب دیا جاتا ہے۔
(الشافی فی شرح مسند الشافعی 5/ 468)
یہ تمام تر نصوصِ ائمہ وعلماء ناطق کہ مجتہدِ مخطئ کو "اجتہاد" پر اجر دیا جاتا ہے اور امام ابن الہمام اور علامہ ابن امیر حاج کی گفتگو کے مطابق احناف کا موقف بھی یہی ہے۔
دیگر نصوصِ ائمہ:
البتہ یہاں علماء کی کچھ اور نصوص بھی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ مجتہدِ مخطئ کے لیے "اجتہاد" پہ اجر کا نظریہ متفق علیہا نہیں۔ جیسا کہ:
♥ امام مُزَنی (المتوفی: 264ھ) نے امام شافعی کی گفتگو کی شرح میں فرمایا:
وإنما يؤجر على قصد الثواب وهذا عندي هو الحق
مجتہدِ مخطئ کو "ثواب کے ارادے" پر اجر دیا جاتا ہے اور میرے نزدیک یہی حق ہے۔
(مختصر المزنی 8/ 407)

♥ البحر المحیط میں ہے:

وقال أبو عبد الله الطبري في " العدة ": يثاب المخطئ على ماذا؟ فيه قولان: (أحدهما) على الاجتهاد۔۔۔ و (الثاني) على القصد

یعنی ابو عبد اللہ طبری نے کتاب العدۃ میں فرمایا:

مخطئ کو کس چیز پہ اجر دیا جاتا ہے؟ اس میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ "اجتہاد" پر اور دوسرا "نیت" پر۔

(البحر المحیط 8/307،306)

مذکورہ بالا تصریحات کے مطابق مجتہدِ مخطئ اپنی "اچھی نیت" پر اجر کا مستحق بنتا ہے جبکہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ "نیت" اور "اجتہاد" ہر دو پہ اجر کا مستحق بنتا ہے۔

♥ البحر المحیط میں ہے:

وقال الرافعي في " الشرح " ثم الأجر على ماذا؟ فيه وجهان عن أبي إسحاق المروزي: (أحدهما) - وهو ظاهر النص واختيار المزني وأبي الطيب - أنه على القصد إلى الصواب دون الاجتهاد۔۔۔۔و (الثاني) أنه يؤجر على القصد والاجتهاد جميعا

رافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "شرح" میں فرمایا:

پھر اجر کس پر؟ اس میں امام ابو اسحاق مروزی سے دو وجہیں مروی ہیں:

ایک یہ کہ اسے درستی کے ارادے پہ اجر دیا جاتا ہے نہ کہ اجتہاد پہ۔ اور یہی نص کا ظاہر اور امام مزنی و قاضی ابو طیب کا مختار ہے۔

دوسرا یہ کہ مجتہدِ مخطئ کو "نیت" اور "اجتہاد" ہر دو پہ اجر دیا جاتا ہے۔

(البحر المحیط 8/305 تا 308)

♥ تحریر المنقول میں ہے:

وثوابه على قصده واجتهاده، لا على الخطأ. وقاله ابن عقيل، وبعض الشافعية. وبعضهم: على قصده.

مجتہدِ مخطئ کا اجر "نیت" اور "اجتہاد" پر ہے نہ کہ "خطا" پر۔ یہ قول ابنِ عقیل اور بعض شافعیہ نے بھی کیا ہے اور بعض شافعیہ کا کہنا ہے کہ (مجتہدِ مخطئ کو ملنے والا اجر) اس کی نیت پر ہے۔

(تحریر المنقول ص332)

♥ مرداوی کہتے ہیں:

وثوابه على قَصده واجتهاده

مجتہدِ مخطئ کو ملنے والا ثواب اس کی "نیت" اور "اجتہاد" پہ ہے۔

(تحریر المنقول ص332)

اور امام الحرمین جوینی رحمہ اللہ تعالی نے ایک وجہ "درستی" بھی ذکر فرمائی، کیونکہ مجتہدِ مخطئ بالعموم ابتدائے اجتہاد میں درست روش پہ گامزن ہوتا ہے، پھر دورانِ اجتہاد راہِ صحیح سے پھسل جاتا ہے۔ مجتہدِ مخطئ کو اس کی "درست روی" پر اجر دیا جاتا ہے۔

♥ البحر المحیط میں ہے:

وقال إمام الحرمين: الذي ذهب إليه الأئمة أنه لا يؤجر على الخطأ، بل على قصده الصواب. وقيل: بل على استداده في تقصي النظر، فإن المخطئ يستد أولا ثم يزول

اور امام الحرمین رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: جس طرف ائمہ گئے وہ یہ ہے کہ مجتہدِ مخطئ کو

"خطا" پہ اجر نہیں دیا جاتا بلکہ "درستی کی نیت" پہ اجر ملتا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ:
مجتہد مخطئ کی "چھان بین میں درستی" پر اجر دیا جاتا ہے، کیونکہ مخطئ ابتدائی طور پر درست چلتا ہے اور پھر راہِ صحیح سے پھسل جاتا ہے۔
(البحر المحیط 8/307)

خطائے اجتہادی پہ اجر کے قائلین اجماعِ مرکب کے مخالفین۔۔۔!!!

قارئینِ ذی قدر!

سطورِ بالا میں جن ائمہ و علماء کا ذکر کیا گیا ہے وہ مذاہب کے پیشوا اور ان کی اکثریت درجۂ اجتہاد پہ فائز رہی ہے۔ ان کے باہمی اختلاف کے باوجود ان میں سے کسی ایک نے ایک حرف بھی ایسا نہیں فرمایا جس سے سمجھا جا سکے کہ خود "خطائے اجتہادی" پر اجر ملتا ہے۔ یعنی "خطائے اجتہادی پہ اجر نہ ہونے" پر سبھی متفق ہیں اور اہلِ علم جانتے ہیں کہ "ما بہ الاشتراک" پہ اجماع "اجماعِ مرکب" کہلاتا ہے۔

بنا بریں: جو لوگ آج "خطائے اجتہادی پہ اجر و ثواب" کا راگ الاپ رہے ہیں وہ "اجماعِ مرکب" کے بھی مخالف ٹھہرے۔۔۔!!!

خاتمہ

ہر خطائے اجتہادی پہ معافی نہیں:

خطائی دجالی ٹولہ "خطا کو موجبِ اجر و ثواب" کہہ کہہ کر لوگوں کو "دینی خطا" پہ جری

کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

القضاة ثلاثة: واحد فی الجنة، واثنان فی النار، فأما الذی فی الجنة فرجل عرف الحق فقضی به، ورجل عرف الحق فجار فی الحکم، فھو فی النار، ورجل قضی للناس علی جھل فھو فی النار

قاضی تین ہیں جن میں سے ایک جنت میں ہے اور دو جہنم میں ہیں۔ جو جنت میں ہے وہ وہ شخص ہے جس نے حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ اور وہ شخص جس نے حق کو پہچانا اور فیصلہ میں ظلم کیا تو وہ آگ میں ہے۔ اور وہ شخص جس نے جہالت کی حالت میں لوگوں کی بیچ فیصلہ کیا وہ بھی آگ میں ہے۔

(سنن ابی داود 3573، جامع ترمذی 1322، سنن ابن ماجہ 2315)

اس حدیث کے پیشِ نظر علماء وائمۂ اسلام نے صراحت کی کہ:

ہر خطائے اجتہادی کی معافی بھی نہیں ملتی۔ یعنی ہر خطائے اجتہادی میں مجتہد معذور نہیں ہوتا اور نہ ہی ہر خطائے اجتہادی میں اس سے گناہ مٹایا جاتا ہے۔

لہذا عقل مند کے لیے روا نہیں کہ:

"خطائے اجتہادی" پہ جری ہو جائے اور ہر کس و ناکس دینیات میں طبع آزمائی شروع کر دے۔

خطائے اجتہادی پہ معافی کب؟

خطائے اجتہادی پہ گناہ کی معافی کے لیے ائمہ وعلماء نے ضوابط ذکر فرمائے ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

- مجتہد آلۂ اجتہاد کا جامع
- اصول سے عارف
- وجوہِ قیاس سے واقف ہو۔
- اور اس باب میں کوتاہی کا مرتکب نہ ہوا ہو۔
- نیز مسئلہ مسائلِ فرعیہ سے ہو۔ اگر مسائلِ اصول سے ہو تو پھر گناہ کی معافی نہیں۔

خطابی فرماتے ہیں:

ولا يؤجر على الخطأ بل يوضع عنه الإثم فقط. وهذا فيمن كان من المجتهدين جامعاً لآلة الاجتهاد عارفاً بالأصول وبوجوه القياس. فأما من لم يكن محلاً للاجتهاد فهومتكلف ولا يعذر بالخطأ في الحكم بل يخاف عليه أعظم الوزر

مجتہدِ مخطئ کو خطا پہ اجر نہیں دیا جاتا بلکہ اس سے صرف گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ اور یہ (گناہ کی معافی بھی) اس شخص کے حق میں جو مجتہدین میں سے:

- ✓ آلۂ اجتہاد کا جامع۔
- ✓ اصول

✓ اور طرقِ قیاس کی پہچان رکھنے والا ہو۔

بہر حال وہ شخص جو اجتہاد کا اہل نہ ہو تو وہ تکلف وبناوٹ کرنے والا ہے، وہ حکم میں خطا پر معذور نہیں بلکہ اس پر بڑے گناہ کا اندیشہ ہے۔

(معالم السنن 4/160)

چند سطور بعد فرمایا:

وهذا إنما هو في الفروع المحتملة للوجوه المختلفة دون الأصول التي هي أركان الشريعة وأمهات الأحكام التي لا تحتمل الوجوه ولا مدخل فيها للتأويل. فإن من أخطأ فيها كان غير معذور في الخطأ وكان حكمه في ذلك مردوداً.

یہ (یعنی خطائے اجتہادی میں گناہ کی معافی) ان فروع میں ہے جو مختلف وجوہ کا احتمال رکھتی ہیں، نہ کہ وہ اصول جو شریعت کے ارکان اور احکام کی بنیاد ہیں، جو کوئی وجہ کا احتمال نہیں رکھتے اور نہ ہی ان میں تاویل کا دخل ہے۔ کیونکہ جو شخص اصول میں خطا کرے وہ خطا کے معاملے میں معذور نہیں اور اس معاملے میں اس کا حکم مردود ہے۔

(معالم السنن 4/160)

ابو المحاسن رویانی (المتوفی 502ھ) فرماتے ہیں:

ولا يؤجر على الخطأ، بل يوضع عنه الإثم فقط، وهذا إذا كان جامعًا لآلة الاجتهاد، عارفًا بالأصول، عالمًا بوجوه القياس.

خطا پر اجر نہ دیا جائے گا بلکہ اس سے محض گناہ ہٹا دیا جائے گا۔ اور یہ جب ہو گا جبکہ وہ

شخص آلۂ اجتہاد کا جامع، اصول سے واقف، وجوہِ قیاس کا علم رکھنے والا ہو۔

(بحر المذہب 11/40)

امام بغوی نے فرمایا:

والإثم في الخطأ عنه موضوع إذا لم يأل جهده

اور مجتہد مخطئ سے خطا کے معاملے میں گناہ مرفوع ہے بشرطیکہ اس نے کوشش میں کوتاہی نہ کی ہو۔

(تفسیر البغوی 3/300)

امام قرطبی فرماتے ہیں:

التاسعة- إنما يكون الأجر للحاكم المخطئ إذا كان عالما بالاجتهاد والسنن والقياس، وقضاء من مضى لأن اجتهاده عبادة ولا يؤجر على الخطأ بل يوضع عنه الإثم فقط، فأما من لم يكن محلا للاجتهاد فهو متكلف لا يعذر بالخطأ في الحكم، بل يخاف عليه أعظم الوزر.

نواں مسئلہ: حاکمِ مخطئ کے لیے اجر تب ہو گا جبکہ وہ:

- ✓ اجتہاد۔
- ✓ سنن۔
- ✓ قیاس۔
- ✓ گزشتہ علماء کی قضاء کا عالم ہو۔

کیونکہ (اب) اس کا اجتہاد عبادت ہے۔ اور خطا پہ اسے کوئی اجر نہیں دیا جاتا بلکہ اس سے فقط گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔

بہر حال وہ شخص جو اجتہاد کا اہل نہ ہو تو وہ بناوٹ کرنے والا ہے، فیصلے میں خطا پہ معذور قرار نہ پائے گا بلکہ اس پہ بڑے گناہ کا اندیشہ ہے۔
(تفسیر القرطبی 311/11)

قارئینِ کرام!

سطورِ بالا میں مذکور ائمہ و علماء کی تصریحات مزاجِ شرع کے بالکل موافق ہیں۔ کیونکہ اگر ہر "خطائے اجتہادی" پہ چھوٹ مل جائے تو دینیات کو بازیچۂ اطفال بنالیا جائے، ہر کس وناکس "مجتہد" بننے کے شوق میں عوام کے نظریات واعمال کو داؤ پہ لگادے۔

لہذا خطائے اجتہادی پہ گناہ کی معافی بھی اسی کو ملے گی جو "اجتہاد" کا اہل ہو، نیز اس باب میں کوتاہی کا مرتکب نہ ہوا ہو۔ اور اگر اجتہاد کا اہل نہ ہو تو اسے کوئی چھوٹ نہیں، خطائے اجتہادی کے معاملے میں وہ ہرگز معذور نہیں۔ بلکہ اگر "نااہل" نے دینیات میں طبع آزمائی کی تو "خطاء" پہ اجر وثواب تو دور کی بات، اگر اتفاقی طور پر اس سے کوئی درست بات بھی ہوگئی جب بھی وہ گناہگار ہوگا۔

علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالی امام نووی سے ناقل، فرمایا:

وهذا إذا كان أهلا للاجتهاد، وأما من ليس بأهل حكم ; فلا يحل له الحكم، ولا ينفذ سواء وافق الحكم أم لا ; لأن إصابته اتفاقية، فهو عاص في جميع أحكامه

یہ (یعنی خطائے اجتہادی پہ گناہ کی معافی تب ہوگی) جبکہ وہ شخص اجتہاد کا اہل ہو۔ رہی بات اس شخص کی جو فیصلے کا اہل نہ ہو تو اس کے لیے فیصلہ کرنا حلال نہیں اور نہ ہی اس کا

فیصلہ نافذ ہو گا۔ چاہے اس کا فیصلہ درست حکم کے موافق ہو یا غیر موافق۔۔۔ کیونکہ نااہل کی درستی محض اتفاقی ہے، پس وہ شخص اپنے تمام فیصلوں میں (درست ہوں یا غلط) وہ شخص گناہگار ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح 6/ 2426)

اکابرِ امت کی احتیاط:

قارئینِ ذی قدر!

اکابرِ دین کی گفتگو کس قدر احتیاط پر مشتمل ہے۔ نہ تو وہ ہر ایرے غیرے کو دینیات میں طبع آزمائی کی اجازت دے رہے ہیں اور نہ ہی ہر "اہل" کو کھلی چھوٹ دے رہے ہیں کہ وہ جو چاہے کرتا پھرے، اس کی "اجتہادی خطائیں" معاف کر دی جائیں گی۔ یہ دین کا معاملہ ہے اور یہ راہ انتہائی پر خطر ہے، یہاں پھونک پھونک کر قدم رکھنا ضروری ہے اور یہی ہمارے اکابر کا طریقہ رہا ہے۔ ان ائمۂ ہدی نے نہ کبھی خود دینیات میں لاپرواہی کی اور نہ کسی دوسرے کو اس لاپرواہی کی اجازت دی۔

حضرت عمرِ فاروق کو معلوم ہوا کہ جنابِ عبد اللہ بن مسعود فتوی دیتے ہیں تو جنابِ فاروقِ اعظم نے آپ سے فرمایا:

انبئت انک تفتی ولست بامیر ول حارھا من تولی قارھا.

مجھے معلوم پڑا کہ تم فتوی دیتے ہو جبکہ تم امیر بھی نہیں۔ اس معاملے کی شدتیں بھی اس کے حوالے کرو جو اس کی ٹھنڈکیں لیتا ہے۔

(سنن الدارمی 175، شرح السنۃ 10/ 94)

بعض روایات میں ہے کہ سیدنا فاروقِ اعظم نے یہ جملے حضرت ابو مسعود انصاری سے فرمائے۔

(المجالسة و جواهر العلم 2524 ، جامع بیان العلم و فضله لابن عبد البر 2/1066)

اسی نزاکت کے باعث ہمارے اسلاف حتیٰ الوسع فتوی سے بچنے کی کوشش کرتے تھے۔ مستفتی کو دوسرے اربابِ علم کی راہ دکھلاتے اور خود خاموشی میں عافیت سمجھتے۔ عبد الرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں:

ادركت مائة وعشرين من الانصار من اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يسال احدہم عن المسالة فيردها هذا الى هذا و هذا الى هذا حتى ترجع الى الاول.

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ایک سو بیس صحابہ کو پایا۔ ان میں سے کسی ایک سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو وہ دوسرے کی طرف اور دوسرا اگلے کی طرف بھیج دیتا، یہاں تک کہ وہ پہلے کی جانب لوٹ آتا۔

(الفقیہ والمتفقہ /206)

عمیر بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے جناب علقمہ سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے مجھے فرمایا: جا کر جناب عبیدہ سے پوچھو۔ میں ان کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا: علقمہ سے پوچھو۔ میں نے کہا کہ جناب علقمہ نے ہی تو آپ کے پاس بھیجا ہے۔ جناب عبیدہ نے فرمایا تو مسروق سے جا کر پوچھو۔ میں ان کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا کہ علقمہ کے پاس چلے جاؤ، میں نے کہا: جناب علقمہ

نے مجھے جناب عبیدہ کے پاس بھیجا اور انہوں نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے۔جناب مسروق نے کہا تو تم عبد الرحمن بن ابی لیلی کے پاس چلے جاؤ۔ میں نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے جا کر پوچھا تو آپ نے اسے مکروہ جانا۔ پھر میں جناب علقمہ کی طرف لوٹا اور انھیں سب کچھ بتایا تو آپ نے فرمایا:

كان يقال: أجرأ القوم على الفتيا أدناهم علما.

کہا جاتا تھا کہ لوگوں میں سے فتوی پہ سب سے زیادہ جرأت والا وہ ہے جو علم میں سب سے کم ہو۔

(الفقیہ والمتفقہ2/208)

ائمہ دین کی زندگیاں اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ اگر ان کی نگاہ میں "ہر اجتہادی خطا" معاف ہوتی تو وہ سائل کو مسئلہ بتانے میں کبھی بھی تردد کا شکار نہ ہوتے۔ لیکن وہ ائمۂ دین جانتے تھے کہ:

خطائے اجتہادی اگر اہل سے واقع ہو تو گناہ کی معافی مل جاتی ہے، مگر بے احتیاطی کرے تو ضرور گناہگار ہوتا ہے،لہذا عافیت اسی میں ہے کہ جس قدر بچا جا سکے، بچا جائے۔

یہ عمل اور یہ تعلیمات تو اکابرِ امت کی ہیں، لیکن اب وہ نا اہل پیدا ہو گئے ہیں جو خطائے اجتہادی پہ گناہ تو دور کی بات، وہ یہ باور کروانا چاہ رہے ہیں بلکہ ان کا پورا ٹولہ صبح شام اس کا ورد کرتا نظر آرہا ہے کہ:

"خطائے اجتہادی موجبِ اجر و ثواب ہے۔"

قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ

مالک کریم جل وعلا اس باطل ٹولے کے ضرر سے اہلِ اسلام کو محفوظ فرمائے۔ اہلِ اسلام کو فکرِ اہلسنت کی پیروی کی توفیق بخشے۔

آمین۔ بحرمۃ النبی الامین

صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

ابو اریب محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعۃ العین ۔ سکھر

29 ذو الحجہ 1442ھ / 09 اگست 2021ء